بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الھویٰ (خواہش نفسانی)

من افاضات حضرت محترم صاحبزادہ محمد عمر صاحب نقشبندی مدظلہ العالی سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ بیربل شریف ضلع سرگودھا

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ

ترجمہ :- اور جس شخص نے قیامت کے دن خدا کے حضور میں ایک مجرم کی حیثیت سے کھڑے ہونے سے ڈر کر اپنے نفس کو اس دنیا میں اس کی خواہشات سے روکا۔ تو بلا شبہ اُس کا ٹھکانا جنت ہے۔

خواہشات سے زندگی بنتی ہے یا بگڑتی ہے؟ خواہشات زندگی ہے یا موت؟

یہ ایک مسئلہ ہے کہ اس کا حل آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ اہل دُنیا جو بکثرت ہیں اور اہل علم جو چوٹی کے افراد ہیں ان کا خیال عام و خاص یہی ہے کہ خواہش سے زندگی ہے، اگر خواہش اور طلب نہ ہوتی۔ تو ایک لمحہ کے لئے دُنیا زندہ نہ رہ سکتی۔ یہی خواہش انسانی زندگی کا آب حیات ہے ہر انسان اپنی خواہش کے پورا کرنے میں سر توڑ کوشش کر رہا ہے۔

اپنا دل، اپنا جسم اور اپنا دھن اسی میں صرف کر کے خوشی کی لذت سے ہمکنار ہوتا ہے اور جب ایک خواہش کے پورا ہونے سے بیکاری پیدا ہونے لگتی ہے، تو دوسری خواہش سر اُٹھاتی ہے۔ اور پھر اس کے پورا کرنے میں مصروف اور مشغول ہو جاتا ہے اور یہ سلسلہ خود بخود ایک دوسرے کے ساتھ ایسے جکڑا ہوا ہے کہ کبھی خواہش کا سلسلہ زندگی انسانی میں ختم نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ موت آجاتی ہے۔ اور یہی ہے زندگی کا حقیقی سہارا۔ جس سے دنیا گذارنی آسان ہو جاتی ہے۔ اور اسی سے دُنیا آباد ہے ورنہ ایک انسان جس کے اندر خواہش کا تلاطم نہ ہو وہ ایک بے جان بے مزہ اور بے کیف زندگی میں سڑتا رہتا ہے، جب ذوق نہیں تو ایسے جینے سے مرنا اولیٰ، اور جب ذوق عمل نہیں بیکاری ہوگی دوسری طرف ایک مخصوص طائفہ صوفیائے کرام کا ہے وہ کہتا ہے کہ زندگی کا اصل راز خواہش کے ختم کرنے سے کھلتا ہے اور خواہشات کو جب تک سراسر ختم نہیں کیا جاتا۔ اس وقت تک اطمینان دل نصیب نہیں ہوتا۔ دُنیا کے لاکھوں آرام پیدا کئے جاویں، لاکھوں سرور پیدا کرنے کے سامان مہیا کئے جاویں۔ لیکن دل کی دُنیا ویران نظر آئے گی اور دل ہر آن ہر گھڑی پریشانیوں میں مبتلا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ اُن ناکامیوں میں اپنی آخری موت کے لئے تیار ہو جاویگا۔

ان خواہشات نے ساری دُنیا کو جنگ و جدل میں جھونک دیا ہے اور کبھی فرصت نہیں، اپنی خواہشات کے لئے ایک دوسرے کے مال و جان کو ہڑپ کرنے کے لئے ہر ایک رات دن گھات میں بیٹھا ہوا ہے۔ خواہش نے ایک ادنیٰ فرد سے لے کر ایک مملکت کے مالک تک کو ڈاکو بنا دیا ہے ہر گھڑی اور ہر آن اس چوری اس ڈاکہ زنی کے لئے یہ ایسے وارفتہ ہو رہتے ہیں کہ انسانیت کی کوئی شرافت ان کے سامنے واسطہ بن کر نہیں آسکتی۔ ماں باپ، خویش و اقارب اور دوست احباب کی کوئی قیمت

ایک خواہش کے مقابلے میں نہیں رہتی حتیٰ کہ دین کے حلال و حرام بھی درمیان سے اُٹھ جاتے ہیں اور قوم و ملت کا احترام اور وقار صرف ایک خواہش پر قربان کر کے ہمیشہ کے لئے ذلت کا داغ ماتھے پر چمکا یا جاتا ہے۔ اور قوم و ملت تباہ ہو کر ہمیشہ کے لئے مر جاتی ہے اور خود صاحب خواہش قوم و ملت کی موت سے پہلے موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے اور ہمیشہ کی لعنت اپنی آئندہ نسلوں کے لئے چھوڑ جاتا ہے اور صفحہ تاریخ میں یہ داغ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قائم ہو جاتا ہے

آج کی دُنیا میں دیکھو پٹواری سے لے کر سلطنت کے بڑے سے بڑے آدمی تک کیوں بدنام ہیں، تجارت پیشہ اپنی قوم کا خون کیوں چوستے ہیں، رؤسا اور زمیندار طبقہ کیوں اپنی رعایا کے دشمن ہو رہے ہیں، یہ تمام تباہیاں کیا خواہشات کی نہیں، ورنہ ان کے لئے کیا کچھ نہیں؟ کھانے کے لئے اچھے کھانے پہننے کے لئے عمدہ لباس رہنے کے لئے اچھے مکان، چلنے کے لئے اچھی موٹریں پھر انہیں کیا بلا پڑی کہ اپنے ماتحت رعایا، نوکر، مزدور، گاہک کے ساتھ ہر وقت داؤں کھیلنے میں اپنا خون خشک کر رہے ہیں، کیا یہ خواہش ہی ساری دُنیا کا خون ایک بڑی جونک کی طرح پی نہیں رہی، جس سے ساری دُنیا نڈھال ہو کر اپنی موت کے لئے تیار ہو بیٹھی ہے۔

ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست :- نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی، غور و فکر کیا جائے تو دونوں پہلو برابر نظر آتے ہیں کسی ایک نظریہ کو ترجیح نہیں دی جا سکتی، پہلے نظریہ کی مالک تمام دُنیا ہے، اور دوسرے نظریہ کے قائل صرف چند نفوس ہیں اور بس،

اگر صرف آراء کا مسئلہ ہوتا تو یقیناً پہلا نظریہ صحیح تھا۔ کہ دُنیا اسی کی قائل ہے اور اسی پر چل رہی ہے دوسرے نظریہ کے قائل اگرچہ نفوس موجود بھی ہیں، تو عمل میں تو صفر ہیں، اس لئے جب کبھی مقابلہ ہوتا ہے۔ تو پچھلا گروہ شرمندہ ہو کر رہ جاتا ہے لیکن ایسے مسائل کی حقیقت کثرت و قلت سے بلند ہے بلکہ اس کو نظر حقیقت سے مطالعہ کرنا ہوگا۔ اور وہ ہے ہمارے پاس قرآن حکیم جس پر ہمارا ایمان ہے کہ یہ دُنیا کا رہبر ہے اور یہ لازوال اور تغیر سے پاک ہے اور اس کا ہر فیصلہ اٹل ہے اس لئے ہم قرآن کریم کی طرف اس مسئلہ کے حل کرنے کے لئے اپنا رُخ موڑتے ہیں،

١۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ۝ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

ترجمہ :- اور ہرگز راضی نہ ہونگے تجھ سے یہود و نصاریٰ جب تک تو تابع نہ ہو ان کے دین کا۔ تو کہہ دے جو راہ اللہ بتلا دے، وہی راہ سیدھی ہے اور اگر (بالفرض) تو تابعداری کرے انکی خواہشوں کی بعد اس علم کے جو کہ تجھ کو پہنچا تو تیرا کوئی نہیں اللہ کے ہاتھ سے حمایت کرنے والا اور نہ مددگار۔

٢۔ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

ترجمہ :- اور اگر تو چلا ان کی خواہشوں پر بعد اس علم کے جو تجھ کو پہنچا، تو بیشک تو بھی ہوا بے انصافوں سے ،

٣۔ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ

ترجمہ :- اور مت چل ان کی خوشی پر اور بچتا رہ ان سے کہ تجھ کو بہکا نہ دیں کسی ایسے حکم سے جو اتارا ہے اللہ نے تجھ پر)

٤۔ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۝

ترجمہ :- اور ان کی خواہش پر مت چل چھوڑ کر سیدھا راستہ جو تیرے پاس آیا۔

۵- وَإِنَّ كَثِيرًا لَّيُضِلُّونَ بِأَهْوَائِهِم بِغَيْرِ عِلْمٍ ط

ترجمہ:- اور بہت لوگ بہکائے پھرتے ہیں اپنے خیالات پر بغیر تحقیق کے،

۶- وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ،

ترجمہ:- اور پیچھے ہو لیا اپنی خواہش کے اس کا حال ایسا جیسے کتا اس پر بوجھ لادیئے تو ہانپے اور چھوڑ دے تو ہانپے

۷- وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝ ترجمہ:- اور پیچھے پڑا ہوا ہے اپنی خواہش کے اور اس کا کام ہے حد پر نہ رہنا۔

۸- وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ

ترجمہ:- اور اگر سچا رب چلے ان کی خواہش پر تو خراب ہو جاویں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے،

۹- أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ ترجمہ:- دیکھو تو اس شخص کو جس نے پوجنا اختیار کیا اپنی خواہش کا۔

۱۰- إِنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ

ترجمہ:- کیا وہ چلتے ہیں اپنی خواہشوں پر اور اس سے زیادہ گمراہ کون ہے جو چلے اپنی خواہشوں پر بدوں راہ بتلائے اللہ کے،

۱۱- يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ

ترجمہ:- اے داؤدؑ ہم نے کیا تجھ کو نائب ملک میں سو تو حکومت کر لوگوں میں انصاف سے اور نہ چل جی کی خواہشوں پر پھر وہ تجھ کو بچلا دے اللہ کی راہ سے،

۱۲- ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝

ترجمہ:- پھر تجھ کو رکھا ہم نے ایک راستہ پر دین کے کام کے سو تو اس پر چل اور مت چل خواہشوں پر نادانوں کی

۱۳- أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً
فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

ترجمہ:- بھلا دیکھ تو جس نے ٹھیرا لیا اپنا حاکم خواہش کو اور راہ سے بھلا دیا اس کو اللہ نے جانتا بوجھتا اور مہر لگادی اس کے کان پر
اور دل پر اور ڈال دی اس کی آنکھ پر اندھیری، پھر کون لائے راہ پر اللہ کے سوا سو کیا تم غور نہیں کرتے۔

۱۴- إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنفُسُ ط ترجمہ:- محض اٹکل پر چلتے ہیں، اور جو جیوں کی امنگ ہے۔

۱۵- وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ترجمہ:- اور جھٹلایا اور چلے اپنی خواہش پر،

۱۶- وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ

ترجمہ:- اور جو کوئی ڈرا ہو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے اور روکا ہو اس نے جی کو خواہش سے سو بہشت ہے اس کا ٹھکانا۔

۱۷- فَأَمَّا مَن طَغَىٰ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ

ترجمہ:- سو جس نے شرارت کی ہو اور بہتر سمجھا ہو دنیا کا جینا سو دوزخ ہی ہے اس کا ٹھکانا۔

آیات بالا کو غور سے دوبارہ سہ بارہ پڑھ لیا جائے اور دیکھا جائے کہ "ہوا" (خواہش نفسانی) کی مذمت کتنی اور کس طریقہ بلیغانہ سے کی گئی ہے
اور کوئی نکتہ ایسا نہیں ہے جس پر کوئی اعتراض ہو سکے۔

خواہشات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اپنی خواہش کو پورا کرنا۔ اور ایک دوسرے کی خواہش پر چلنا، قرآن حکیم نے دونوں خواہشوں پر چلنے والوں کی کھلی مذمت ہی نہیں کی۔ بلکہ عقلی دلائل اور عملی استدلال کو پیش فرمایا ہے۔ سب سے پہلے وہ آیات مطالعہ کریں جنمیں اللہ نے اُن لوگوں کا ذکر کیا ہے جو حق کے مقابلہ میں دوسروں کی خواہشات پر چلنے کو ترجیح دیتے ہیں، فرماتے ہیں وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ترجمہ اور اگر آپ بعد اس علم کے جو آپ کو پہنچ چکا ہے ان کی خواہشوں کی پیروی کرنے لگے۔ تو آپ کے لئے اللہ (کی گرفت) کے مقابلے میں نہ کوئی یار رہیگا نہ مددگار۔

خود سوچئے، راہنمائے طریقت ہو یا پارٹی لیڈر اس کے اندر جب یہ خامی پائی جائے کہ اپنی صحیح رائے کے ہوتے ہوئے اپنے پیروؤں کے اغراض و مقاصد اور ان کی خواہشات پر چلنا شروع کر دے تو کیا رہنمائے طریقت کبھی کامیاب ہو سکتا ہے؟ بلکہ وہ اپنی پیشوائی کو اپنے ہاتھوں ختم کر دیتا ہے۔ اور اس کا وقار اور احترام ختم ہو جاتا ہے پھر جب ایک رسول اُمت ہو اور ایسی کمزوری دکھائے۔ تو قادر مطلق اس سے بڑھ کر کیا تنبیہ فرما سکتے ہیں کہ اللہ کی گرفت سے کون بچائے گا۔ اور واقعی اگر وہ کسی دوسرے کی خواہش پر چل جائے۔ تو دین کے اندر کتنی خرابی پیدا ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی کتنی مہربانی ہے کہ اپنے رسول کی محبت کو اپنی ہدایات سے بلند فرماتے ہیں اور کسی کی خواہش پر حق کو قربان کرنے سے کس بلیغ طریقہ سے۔ اور کس زور سے منع فرماتے ہیں ـــ تاکہ رسول کسی کی خواہش پر دھیان نہ دے۔ اور کسی کی پرواہ نہ کرے۔ اور حق کے اظہار میں کوئی خوف نہ رکھے بلکہ اللہ تعالیٰ کا خوف سامنے آجائے اور ہر خواہش سے بلند ہو کر اپنے فرائض ادا کرے،

تاریخ کا مطالعہ کیا جائے، جو حاکم یا رہنما یا بادشاہ ایسا پست ہمت ہو کہ کسی کی خواہش پر چلتا ہو۔ تو اس کی حاکمیت، اس کی رہنمائی۔ اس کی بادشاہت چند دن کی مہمان ہوتی ہے، اور جتنے دن رہتی ہے اس کے اندر کوئی وقار کوئی عزت نہیں۔ رہنما، پیشوا، شیخ، قبلہ کو چھوڑیئے ایک عام فرد انسانی کے اندر جب یہ کمزوری آجاتی ہے کہ وہ دوسروں کی خواہش پر چلتا ہو، دیکھئے اس کے اخلاق کو کون پسند کرتا ہے۔ اور اس پر کون اعتماد کر سکتا ہے، اس کے ایمان کی کیا قیمت ہوتی ہے۔ اور معاشرہ میں اس کی کیا عزت ہوتی ہے۔ اس کی اپنی زندگی ایک الجھن ہو کر رہ جاتی ہے اور وہ جب تک زندہ رہتا ہے۔ ذلت و خواری کی زندگی بسر کرتا رہتا ہے۔

دور کیوں جاتے ہو پاکستان بننے کے بعد اپنے سابقہ سیاسی رہنماؤں کی زندگیوں کا مطالعہ کرلو۔ سابقہ صدر مملکت اور وزرائے اعظم تک اسی کمزوری میں گر گئے۔ اور اپنا مضبوط اخلاق قائم نہ رکھنے کی وجہ سے اپنے ساتھیوں پہ اپنی وزارت اور اپنی صدارت قربان کرنی پڑی، وہ اپنی خواہش کے لئے دوسروں کی خواہش کو پورا کرنے پر صدارت یا وزارت سے ہاتھ دھو بیٹھے اور ہمیشہ کے لئے مر گئے اور ذلیل ہو گئے۔

دوسری آیت میں علم کے آنے کے بعد دوسروں کی خواہش پر چلنے سے روکا گیا ہے یعنی إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ
حق آنے کے بعد کسی کی خواہش پر چلنے کو ظلم سے تعبیر کیا گیا۔ کیا یہ ظلم نہیں کہ جو بات میرے نزدیک حق ہے، اُسے کسی کی خواہش پر یا کسی کو خوش کرنے کے لئے ترک کر بیٹھوں، اپنی خواہش پر اور اسے خوش کرنے کے لئے حق کو ترک کر بیٹھوں۔ اپنی خواہش پر چلنا گو ایک گناہ ہے۔ لیکن پُر از لذت، مگر دوسرے کی خواہش پر چلنا گناہ بے لذت ہے اس سے بڑھ کر کیا حماقت ہو سکتی ہے۔

تیسری آیت میں وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَن يَفْتِنُوكَ ترجمہ ان کی خواہش اور خوشی پر نہ چلیں اور انکے بہکا دینے سے ڈرتے رہیں یعنی کسی مصیبت اور جنجال میں نہ پھنس جاویں، کیا ایسے ہی واقع نہیں ہوتا۔ کسی کی خواہش اور خوشی پوری کرنے کے لئے خود مبتلائے گناہ اور ذلت ہونا پڑتا ہے دیکھئے کس فصاحت اور بلاغت سے کسی کی خواہش کی اتباع کے نتائج دکھائے جا رہے ہیں کہ غیر کی خواہش پر چلنا کتنا خسران دے گا۔

یہ رہنمائے ملت کے لئے کھلی ہدایات اور تصریحات ہیں کہ کسی کی خواہش پر چلنا جبکہ حق سامنے ہو کتنا ظلم ہو گا جس کے نتائج وہی ہونگے جو فطرتاً ایسی کمزوریوں سے پیدا ہوتے ہیں یعنی "اَنْ یَّفْتِنُوْكَ"

آیت ۵ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ

ترجمہ :- اگر حق ان کی خواہشات کے پیچھے چلے تو آسمان اور زمین جو کچھ اُن میں ہے تباہ ہو جائے۔

یہ وہ آیت ہے جس نے تمام پردے شکوک کے چاک کر دیئے۔ فرماتے ہیں" اگر حق' انصاف' عدل اور قانون ان کی خواہشوں کے مطابق چلنا شروع کر دے تو نتیجہ یہ ہو گا کہ کائنات کا ایک ایک ذرہ تباہ ہو جائے گا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب کبھی کسی ریاست' کسی حکومت میں خواہشات کارفرما ہوں تو وہ ریاست' وہ مملکت خود بخود تباہ نہیں ہو جاتی۔ اس حقیقت کو موجودہ دور میں کیا مسلمان' کیا ملحد' کیا کافر و مشرک سب تسلیم کرتے ہیں' عالم و جاہل اس کے تسلیم کرنے میں برابر ہیں۔

لیکن یہ عجیب ہے کہ صاحب اقتدار' صاحب مملکت' پیشوائے مذہبی' سرتاج معاشرہ دوسروں کے لئے یہ تسلیم ہو کہ اس کا خواہشات پر چلنا تباہی کا باعث ہے' تو پھر اس کی اپنی خواہش پر چلنے کے یہ نتائج نہ ہونگے؟ ہونگے اور ضرور ہونگے۔

مگر رعایا اور پیرو کے لئے کھلی اجازت ہے کہ وہ غریب اور بے کس اپنی من مانی خواہشوں پر چل کر اپنی بناوٹی مسرتوں سے حظ اٹھائے' اور جو کوئی اصل حقیقت خواہشات کو روکنے کے لئے کہے اُسے ظالم اور جاہل کہا جائے۔ کہ یہ فطری آزادی سے روکتا ہے۔ اور ہر انسان کے لئے حق آزادی فطری ہے۔ کیا یہ حق آزادئ خواہش رئیس مملکت نہیں رکھتا' رہنما اور پیشوا نہیں رکھتا؟ لیکن سوچا جائے' جو نتائج مالک کی خواہشات سے اُٹھتے ہیں' وہی بعینہٖ ایک عام فرد کی خواہش سے اُٹھ کر معاشرہ کو تباہ کرتے ہیں' کیا ایک عام آدمی اپنی ایک خواہش پر تمام ملک کو تباہ نہیں کر سکتا؟ کیا دُنیا ایسی حقیقت نہیں دیکھ چکی؟ ایک بار نہیں سینکڑوں بار دُنیا نے یہ بربادیاں دیکھیں کہ جعفر یا صادق کی خواہش کی بدولت ملک ہاتھ سے نکل گیا۔ اور ملت تباہ ہو گئی۔

اگر صاحب ملت کو یہ اجازت نہیں کہ وہ دوسروں کی خواہش پر چلے اور یہ بھی اجازت نہیں کہ خود اپنی خواہش پر بھی چلے بلکہ خواہشات سے بلند ہو کر عدل و انصاف کا راستہ اختیار کرے' تو کیسے یہ ذہن میں آ سکتا ہے۔ کہ جن کے لئے خواہشات کی اجازت صاحب اقتدار اور پیشوا ہونے کی وجہ سے ہونی چاہئے' ان کو تو اجازت نہ ہو ——————— لیکن عام افراد کی ہر قسم کی خواہشات کا احترام کیا جائے اور من مانی مراد کے لئے انہیں کھلی اجازت ہو' یہ ہے عقل پر پردہ' یہی ہے آنکھوں کا اندھا ہونا۔ اور یہی ہے کانوں کا بہرہ ہونا لیکن سچ یہ ہے کہ خواہشات انسان کو اندھا کئے ہوئے دُنیا کی تباہی کا موجب بن رہی ہیں' اور کوئی اس تماشے سے عبرت حاصل نہیں کرتا۔

يَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ،

ترجمہ :-

اس آیت میں حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے کہ ہم نے تمہیں زمین کی بادشاہت دی' اس لئے آدمیوں کے درمیان حق و عدل پر فیصلہ دینا۔ اور خواہشات نفسانی پر نہ چلنا اور وہ تمہیں انصاف و عدل سے نہ پھیر دیں۔ سبیل اللہ کیا ہے' یہی انصاف و عدل ،

یہ آیت اور دوسری آیات اصل خواہش نفسانی کو روکنے کے لئے پیش کی جاتی ہیں

غور فرمائیے! خواہش کو روکنے کا حکم کیوں ہے۔ کہ خواہش کی اجازت پر عدل وانصاف ناممکن ہو جاتا ہے۔

آیت ۱۷۶ میں ایک خود غرض نفسانی آدمی کی حالت کا نقشہ پیش کیا گیا ہے کہ خواہش کے پورا ہونے یا نہ ہونے میں برابر ہانپتا پھرتا ہے نہ خواہش پورا ہونے میں اسے آرام ہے۔ اور نہ اُسے پورا نہ ہونے میں اطمینان ہے غرض کسی حالت میں بھی اسے اطمینان نہیں، کتے کا پیٹ بھر دیا جائے تو، نہ بھرا جائے تو، برابر یکساں ہانپتا رہتا ہے۔ منہ کھلا اور زبان دراز، دیکھیے آج اس دور میں ہر شخص کیوں پریشان حال نظر آتا ہے امیر و غریب اس میں یکساں ہیں کیونکہ خواہشات کو سب نے قبلہ بنا رکھا ہے اور ہر جائز و ناجائز خواہش کے لئے دل میں ایک خلش ہے اور ایک خواہش کے پورا ہونے پر دوسری خواہش سامنے آجاتی ہے۔ اور یہ سلسلہ چلتے چلتے لا انتہا ہوتا چلا جاتا ہے جس کی وجہ سے کبھی آرام نہیں،

ایک پیدل آدمی سواری چاہتا ہے وہ مہیا ہو جاتی ہے تو پھر گھوڑے کی سواری اُسے دکھ دیتی نظر آتی ہے پھر تانگے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے اور ہوائی جہاز پیدا ہو جائے، تو پھر اس سے بڑھ کر ایسے جہاز کی خواہش پیدا ہوگی کہ وہ ایسے ہو۔ اور یہی حال ایک جھونپڑے والے کا ہے کوٹھے سے کوٹھی۔ اور کوٹھی سے کارخانہ اور کارخانہ سے کئی کارخانے اور کارخانوں سے ملک بھر کا اقتدار اور پھر ملک سے کئی ممالک پہ تصرف غرض کیا کچھ ہے جو نہیں چاہا جاتا پھر ان خواہشات کی ٹکر سے دُنیا کو تباہ کیا جاتا ہے۔ اور دنیا کی تباہی اپنے مقصد کی تکمیل خیال کی جاتی ہے۔ امریکہ، روس کیوں پریشان ہیں کیا کمی ہے؟ لیکن رات دن گھات میں اور داؤں میں کون کس سے آگے نکلتا ہے اور کیسے نکلتا ہے کیا یہ پریشانی اقوام زندگی ہے یا بربادی۔

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ ترجمہ:- اے عقلمند! اس بات سے عبرت حاصل کرو،

اس پریشانی کا نقشہ قرآن حکیم نے کیا اچھے پیرائے سے واضح کیا ہے۔ صاحب خواہش کو ایک کتے سے تشبیہ دی ہے اگر اس پر حملہ کیا جائے تو ہانپتا ہے نہ کیا جائے تو ہانپتا۔ یعنی زبان باہر نکالے ہوئے اور منہ کھولے ہوئے جلدی جلدی سانس لیتا ہے، یہ حالت کتے کے لئے کتنی صحیح ہے ـــــ لیکن غور کیا جائے تو خواہش پرست انسان کی حالت اس سے زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں،

ضروری التماس یہ شمارہ جلد دوم کا نمبر ۱ آپ کی خدمت میں بھیجا جا رہا ہے اس شمارہ کے ساتھ کئی حضرات کی مدت خریداری ختم ہو جائے گی۔ اُن کے پتوں کی سلپ پر خریداری نمبر پر سرخ نشان لگا دیا ہے وہ آئندہ سال کے لئے چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمادیں منی آرڈر بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں اگر اُن کی طرف سے نہ منی آرڈر آیا اور نہ کوئی اطلاع تو آئندہ پرچہ اُن کو بذریعہ وی پی بھیجا جاوے گا جو اُنہیں ضرور وصول کرنا ہوگا ورنہ ادارہ کو سخت نقصان ہوگا، یہ ماہنامہ جو کہ دینی اور تبلیغی ہے اسے جاری رکھنے کیلئے ادارہ کی حوصلہ افزائی بھی فرماویں اور ثواب دارین بھی حاصل کریں،

خط و کتابت و ترسیل زر کا پتہ **دفتر ندائے حق ۳ اوکاڑہ روڈ۔ کرشن نگر۔ لاہور**

شائقین ۴ ر کے ٹکٹ بھیجکر دفتر رسالہ ندائے حق ۳ اوکاڑہ روڈ کرشن نگر لاہور سے عصائے موسوی
بجواب حدیث پرویز نمبر ۲ جناب پرویز صاحب کے رسالے موسومہ اندھے کی لکڑی کا جواب از پروفیسر عباسی صاحب منگوا سکتے ہیں